فون نمبر ۴۹ ۔ تار کا پتہ ۔ ڈیلی الفضل ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

REGD. No. L. 5254

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

فی پرچہ دس پیسے

۳ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "
بیرون پاکستان
سالانہ ۴۵

جلد ۵۲/۱۷ ۔ ۲۹ صلح ۱۳۴۲ ہش ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۶۳ء ۔ نمبر ۲۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۲۸ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

پرسوں دوپہر کے وقت حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف ہوگئی تھی اور رات بھر طبیعت بے چین رہی تھی کل بھی کچھ بے چینی کی تکلیف رہی ۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے ۔۔۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

آمین اَللّٰھُمَّ آمین

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۸ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"رات کا اکثر حصہ بے چینی اور بے خوابی میں گذرا۔"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان کو واجب ہے کہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے

انسان کے نفس پر خود اس کی اپنی شفقت جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت

"حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا۔ اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں تو ان کو خدا تعالیٰ آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں یہ سلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے اس سے انکار نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۶)

مسجد مبارک میں پورے قرآن مجید کے درس کا مبارک سلسلہ شروع ہوگیا

ربوہ ۔ یکم رمضان المبارک (۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء) سے مسجد مبارک میں قرآن مجید کے درس کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے جو انشاء اللہ ۲۹ رمضان تک جاری رہے گا۔ مسجد مبارک میں ظہر کی نماز ۱½ بجے بعد دوپہر ادا کی جاتی ہے اور درس ۱¾ بجے شروع ہو کر نماز عصر تک جاری رہتا ہے۔ پروگرام کے مطابق پہلے پانچ پاروں کا درس محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے دینا تھا لیکن ناسازیٔ طبع کے باعث آپ درس کا آغاز نہیں فرما سکے۔ چنانچہ یکم رمضان کو بعد نماز ظہر درس کا آغاز محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی جگہ اب آپ ہی پہلے پانچ پاروں کا درس مکمل کریں گے۔ مسجد مبارک میں مکرم حافظ محمد رمضان صاحب نماز تراویح میں قرآن مجید سنا رہے ہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ایک اہم تقریب

بیرونی ممالک میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنیوالے ۱۵ مبلغین اسلام کی خدمت میں

جذباتِ محبت و عقیدت کا اظہار

ربوہ ۔۔۔ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء بروز جمعرات بعد نماز عصر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ایک اہم اور مبارک تقریب کا انعقاد عمل میں آیا جس میں سکول کے طلبہ اور ممبران اسٹاف کی طرف سے پندرہ مبلغین اسلام کی خدمات جلیلہ کے اعتراف کے طور پر ان کی خدمت میں جذبات محبت و عقیدت کا اظہار کیا گیا۔ ان میں ایک درجن کے قریب وہ مبلغین کرام شامل تھے جو مشرق و مغرب کے مختلف ممالک میں سال ہا سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے اور واپس تشریف لانے کے بعد اب مرکز سلسلہ میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اور چار وہ مبلغین کرام شامل تھے جو اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے عنقریب بیرونی ممالک تشریف لے جا رہے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر مبلغ ملایا و سنگاپور مکرم مولوی محمد صادق صاحب، مبلغ جرمنی مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ سیلون و ماریشس مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر، مبلغ سکنڈے نیویا مکرم سید کمال یوسف صاحب (باقی صفحہ ۴)

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

دارالافتاء ربوہ

چند سوال اور ان کے جواب

(از مکرم ملک سیف الرحمان صاحب ناظم افتاء)

سوال

سفر میں نمازوں کا جمع کرنا ضروری ہے یا اختیاری۔

جواب

جمع کی بنیاد ضرورت پر ہے اس لئے یہ ایک اختیاری رعایت ہے۔ یعنی اگر ضرورت اور مجبوری ہو تو جمع کرے ورنہ الگ الگ وقت میں پڑھے۔ کیونکہ اس میں اصل یہ ہے کہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا طریق عمل نویں ذی الحجہ کی نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے علاوہ باقی ایام کی نمازوں میں جمع سے متعلق اختیاری امر کی وضاحت کرتا ہے اور یہی سنت مسلمانوں میں رائج ہے۔

سوال

بنک میں زیور گروی رکھکر روپیہ قرض لینا جائز ہے؟

جواب

اسلام میں سود لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں۔ لیکن کوئی چیز رہن رکھنا یا کوئی چیز رہن با قبضہ لینا دونوں جائز ہیں۔

سوال

کیا ریڈیو پر مرد مردوں کا اور عورت عورتوں کا گانا سن سکتے ہیں؟

جواب

اسلام میں گانا سننا بجائے خود کوئی پسندیدہ شغل نہیں۔

سوال

بنک کے حصے خریدنا کیا جائز ہیں؟

جواب

سود اور قمار کو چھوڑ کر باقی اقرارات اور معاملات جائز ہیں۔ کیونکہ جوئے سے غیر ذمہ داری اور سود سے سرمایہ داری کے جراثیم فروغ پاتے ہیں۔

سوال

میرے سگے ماموں کی لڑکی کا نکاح میرے سگے لڑکے کے ساتھ جائز ہے؟

جواب

ماموں کی لڑکی کے ساتھ انسان خود بھی نکاح کر سکتا ہے اور اپنے لڑکے کا نکاح بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ ماموں زاد بہن ان عورتوں میں شامل نہیں جن کے ساتھ تعلق کرنے کو قرآن و سنت نے منع کیا ہے۔

سوال

مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں عشاء کی نماز کے ساتھ جمع کی گیا مغرب کی سنتیں بھی ضروری ہیں؟

جواب

جمع نماز کی صورت میں سنتیں ضروری نہیں ہوتیں صرف وتر پڑھنے چاہئیں۔

سوال

کیا نہانے کے بعد وضو ضروری ہے؟

جواب

نہانے میں وضو شامل ہے اس لئے جو شخص نہائے اس کا وضو بھی ہو جاتا ہے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ننگے نہانے سے وضو ٹوٹتا ہے کیونکہ یہ امر نواقض وضو میں شامل نہیں۔

سوال

خطبہ شروع ہے اس وقت جو شخص پہنچے وہ دو رکعت سنت پڑھے یا چار رکعت؟

جواب

اگر وہ گھر پر سنتیں پڑھکر نہیں آیا تو صرف دو ہلکی ہلکی رکعت پڑھے۔ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت سنتیں پڑھنی چاہئیں۔

سوال

امام تحمید بلند آواز سے کہے یا آہستہ؟

جواب

امام رکوع سے اُٹھتے وقت تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہے اس کے لئے تحمید کہنا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ پسند کرے۔ تو آہستہ کہہ سکتا ہے۔

سوال

دعا بین السجدتین کیا امام پڑھ سکتا ہے جبکہ حکم ہے کہ امام ہلکی نماز پڑھائے ہے؟

جواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے اس لئے یہ دعا پڑھنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے مسنون ہے۔ ہلکی نماز پڑھانے کے یہ معنے نہیں کہ مسنون اذکار کو بھی چھوڑ دیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ضروری۔ مسنون اور مستحب امور کی حد تک رہے اپنی طرف سے یونہی بہت زیادہ لمبی قرأت یا مقررہ تعداد سے زیادہ تسبیحات یا لمبی دعاؤں میں مشغول ہو کر مقتدیوں کی اکتاہٹ کا موجب نہ بنے۔

مجالس انصار اللہ کیلئے ہدایات

برائے سال ۱۹۶۳ء

(از مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے قائد عمومی)

قیادتِ عمومی

(۱) ہر ماہ کی دس تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ کارگزاری مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے۔ازراہ کرم اس میں کسی قسم کا تساہل نہ ہونے دیا جائے۔

(۲) سالانہ اجتماع انصار اللہ میں نہ صرف نمائندگانِ شوریٰ تشریف لائیں بلکہ دیگر اراکین مجلس انصار اللہ بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شرکت فرما کر اس کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش کریں۔ زعماء/زعماء اعلیٰ صاحب اجتماع میں کثرت سے شمولیت کے لئے احباب کو تحریک فرماتے رہیں۔

(۳) آپ کے ہاں جن اصحاب کے پاس تبرکات ہوں یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مسودات وغیرہ ہوں ان کی تفصیلی رپورٹ مرکز میں بھجوا دی جائے تا جماعتی میوزیم کمیٹی کو اطلاع دی جا سکے۔

(۴) ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت کی مہم جاری رکھی جائے تاکہ یہ رسالہ خود کفیل ہو سکے۔

قیادتِ مال

(قائد مال مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب)

(۱) بجٹ فارم اگر اس وقت بھجوائے نہیں جا سکے تو بعد تکمیل ازراہ کرم جلد واپس بھجوا دئے جائیں۔

(۲) کوشش کی جائے کہ ہر رکن مجلس انصار اللہ سے باقاعدہ ہر ماہ چندہ جات انصار اللہ وصول کئے جائیں شرح درج ذیل ہے

چندہ مجلس:۔ نصف پیسہ فی روپیہ یعنی ۱.۰۰ روپے ماہانہ آمد پر ۵۰ نئے پیسے کم از کم ۲۵ نئے پیسے ماہوار فی رکن

چندہ اجتماع:۔ ایک روپیہ سالانہ فی رکن

چندہ اشاعت لٹریچر:۔ ایک روپیہ سالانہ فی رکن

چندہ تعمیر دفتر:۔ حسب توفیق

نوٹ:۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا سالِ رواں کے لئے منظور شدہ بجٹ درج ذیل ہے۔

چندہ مجلس:۔	۲۲۰۰۰
چندہ تعمیر دفتر:۔	۴۰۰۰
چندہ اجتماع سالانہ:۔	۴۰۰۰
چندہ اشاعت لٹریچر:۔	۴۰۰۰
میزان	۳۴۰۰۰

قیادت اصلاح وارشاد

(قائد اصلاح وارشاد مکرم پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم اے)

(۱) ہر رکن مجلس کو تحریک کی جائے کہ سال میں کم از کم ایک شخص کی اصلاح کر کے اسے اسلامی انوار کا گرویدہ بنائے۔ نیز جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کرے۔

(۲) انصار اللہ کو قلمی جہاد اور مضمون نویسی کی طرف توجہ دلائی جاتی رہے۔

(۳) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو کی ایک ایک کاپی مرکز میں بھجوائی جائے اور ایک کاپی مقامی مجلس میں محفوظ رکھی جائے نیز مختصر طور پر ان کے حالات ان سے لکھوا کر مرکز میں بھجوائے جائیں۔

(۴) ہر رکن سال میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح وارشاد کے لئے وقف کرے۔

(۵) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت مطبوعہ ۳۲ء ادارہ ہذا کی تعمیل میں ہر مجلس مرکزی ہدایات کے ماتحت ایک ہفتہ منائے (نوٹ: ادارہ ہذا کا ایک نسخہ مرکز سے طلب فرمایئے۔)

(۶) انصار اللہ کو تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی جائے

قیادتِ تربیت

(قائد تربیت مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری)

(۱) ہر رکن انصار اللہ کو نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے

(۲) شعائر اسلام کی پابندی کی تلقین کی جائے۔
آداب طہارت پر خاص توجہ دی جائے۔

(۳) تمباکو نوشی و خوری سے اجتناب کی ترغیب دی جائے

(۴) اسلامی اخلاق بالخصوص راست گفتاری۔ سچی شہادت اور مظلوم کی حمایت پر زور دیا جائے اور لغو باتوں سے اجتناب کی تلقین کی جائے

(۵) جماعت میں اطاعت کی روح کو ترقی دی جائے اور تخریبی اور ناجائز نکتہ چینی کے خلاف ماحول پیدا کیا جائے

(۶) انصار اللہ کی زندگی معمور الاوقات ہونی چاہیئے یعنی ان کا کوئی وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ان پر اپنی تربیت کے علاوہ اولاد کی تربیت اور آئندہ نسل کی تربیت اور دنیا کی تربیت کی اہم ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے

(۷) اسلامی پردے کو قائم کرنے اور فیشن پرستی کی روک تھام کے لئے ہر رکن ہر ممکن کوشش کرے نیز سماجی خرابیوں کو دور کر کے سادہ زندگی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۸) بڑی مجالس بالخصوص ضلعی و علاقائی مجالس تبلیغ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۳ء

دنیوی امتیازات اور اُن کا علاج

میں حکم دیتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ تمام بردہ ریاست اور مختلف ریاستوں کے کسی حصہ میں وہ تمام لوگ جن کو بطور غلام کے رکھا جاتا ہے آج سے ہمیشہ کے لئے آزاد قرار پاتے ہیں اور یہ کہ ممالک متحدہ کی حکومتِ انتظامیہ جس میں بری اور بحری فوج کے حکام بھی شامل ہیں ایسے لوگوں کی آزادی کو تسلیم کریں اور اس کے قیام کو نگاہ رکھیں۔

(اعلان آزادی مورخہ یکم جنوری ۱۸۶۳ء)

یہ اعلان امریکہ کے سب سے بڑے صدر ابراہم لنکن نے آج سے ٹھیک ایک صدی پہلے امریکہ میں کیا تھا۔ امریکہ وہ ملک ہے جس کو آج بھی اپنے جمہوریتی نظام پر بڑا فخر ہے اور آج بھی دنیا میں آزادی کا سب سے بڑا دعویدار ہے۔ قانونی طور پر امریکہ کا ہر حبشی جو پہلے غلام تھا اس اعلان کے ذریعہ سفید فام یورپینوں کی طرح آزاد تسلیم کیا گیا ہے۔ تاہم عملی طور پر امریکہ کی خاصکر جنوبی ریاستوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ غلامی بطور ایک ادارہ کے بے شک وہاں ختم ہو چکی ہے۔ لیکن ان ریاستوں کے سفید فام یورپین معاشرہ میں ان کو کوئی مقام دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے سکولوں اور کالجوں میں بھی ان کو تعلیم حاصل کرنے کی آزادی نہیں ہے جہاں سفید فام پڑھتے ہیں۔ عوام ان سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اکثر ہوٹلوں اور پبلک جگہوں میں بھی ان کی موجودگی برداشت نہیں کی جاتی اگر کسی حبشی نوجوان سے کوئی حرکت سرزد ہوتی ہے جس کا تعلق کسی سفید فام لڑکی سے ہو تو بجائے اس پر مقدمہ چلانے کے عوام ہی اس پر حملہ کر کے اس کا تیا پانچا کر دیتے ہیں جس کو ان کی زبان میں لنچنگ کہا جاتا ہے۔

امریکی معاشرہ پر یہ ایک ایسا داغ ہے کہ حکومت کی بے حد کوششوں کے بھی ابھی تک یہ دُھل نہیں سکا۔ چنانچہ ایک بحری حبشی افسر کو فوج کے ذریعہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے حکومت نے بڑے انتظامات کئے مگر اس میں بھی حکومت کو کامیابی نہیں ہو سکی اور آخر اس حبشی افسر نے تنگ آ کر حصولِ تعلیم کا ارادہ ہی چھوڑ دیا ہے۔

جنوبی ریاستوں کا تو یہ حال ہے کہ وہاں آئے دن حبشیوں کے خلاف ہنگامے برپا ہوتے رہتے ہیں مگر شمالی ریاستوں میں بھی حبشیوں کو کوئی عزت کا مقام حاصل نہیں ہو سکا۔ ان کے محلے سفید فاموں سے بالکل الگ ہیں اور ان کے ساتھ وہ کسی قسم کا میل جول نہیں رکھتے۔ سوائے اس کے کہ ان کو مزدوریوں اور بعض حالتوں میں حکومت انہیں سرکاری محکموں میں جگہ دیتی ہے۔ عیسائی پادریوں اور حکومت کی کوششوں کے باوجود امریکہ میں حبشیوں کا سوال نہایت پیچیدہ بن گیا ہوا ہے اس سوال کو حل کرنے کے لئے بڑی بڑی تدابیر ناکام ہو چکی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مذہب بھی اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکا۔ حبشی عیسائیوں کے گرجے سفید فاموں سے علیحدہ ہیں اور جہاں اکٹھے بھی ہیں وہاں بھی حبشیوں کے لئے الگ جگہیں مقرر ہیں۔

اس کے برخلاف اسلامی ممالک میں اگرچہ بعض مقامات پر قانوناً غلامی کو ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ مگر شاذ ہی کوئی ایسا ملک ہو گا جہاں نسلی امتیازات معاشرہ پر اثر انداز ہوتے ہوں۔ ایک مسلمان حبشی ایرانی یا عرب مسلمان سے کسی طرح بھی انسانی حقوق کے لحاظ سے کمتر خیال نہیں کیا جاتا۔ ہر جگہ اسلامی مساوات کے اصول کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور حبشی غلام کو بھی نفرت سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے تمام نسلی امتیازات کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور ہر انسان کو برابر کا انسان قرار دیا ہے۔ ایک شخص جو اسلام قبول کر لیتا ہے وہ خود بخود دوسرے مسلمانوں کے برابر حقوق کا مالک بن جاتا ہے اور نسل و رنگ اس کے راستہ میں حائل نہیں ہوتے چنانچہ مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہزاروں ایسے لوگ جو حبشی نسل سے تھے اور نسلاً بعد نسل غلام چلے آتے تھے ترقی کرتے کرتے بادشاہ تک بن گئے۔ اور محض نسل کی وجہ سے ان کی کبھی مخالفت نہ ہوئی۔

غلام کو آزاد کرنا اسلام میں سب سے بڑا کارِ ثواب قرار دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں غلامی فی الواقعہ ممنوع ہے اگرچہ شروع میں اقتصادی وجوہات کی بناء پر غلام کو آزاد کرنا مالک کی رضامندی پر رکھا گیا تھا اور کسی شخص کو غلام بنانے کی قطعاً اجازت نہیں دی گئی۔

یہاں ہم غلامی کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ میں اگرچہ ایک صدی سے غلامی ممنوع قرار دی گئی ہے تاہم نسلی امتیاز اسی طرح باقی ہے جس طرح کہ پہلے تھا اور عیسائیت اس امتیاز کو مٹا نہیں سکی۔ اس کے خلاف اسلام نے نسلی امتیاز کو اصولاً ممنوع قرار دیا ہے اور انسان کی انسان پر کسی فوقیت کا انحصار خاندان نسل وغیرہ کی بجائے تقوےٰ پر رکھا ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

یعنی تم میں سے جو زیادہ تقوےٰ اختیار کرتا ہے اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ عزت والا ہے۔ ورنہ کسی کا اونچے خاندان یا بڑے قبیلہ کا رکن ہونا اسے کوئی امتیاز نہیں دیتا ہر انسان برابر ہے الّا وہ شخص دوسروں سے بہتر ہے جو تقوےٰ میں بڑھ کر ہو۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ عیسائیت نسلی امتیاز کو جائز قرار دیتی ہے۔ لیکن وہ اس معاملہ میں کوئی خاص حکم بھی نہیں دیتی۔ یہ درست ہے کہ تمام مذاہب نیک آدمی کو فوقیت دیتے ہیں خواہ وہ کسی نسل کسی قوم اور کسی خاندان کا ہو۔ مگر اصولاً اور بالبداہت اسلام ہی نے اس امر پر زور دیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ قوم کا انسان بھی ایک مسلمان کے نزدیک قابلِ نفرت نہیں ہے۔ اسلام میں نہ کوئی ذات پات ہے اور نہ کوئی اونچ نیچ ہر انسان محض انسان ہے خواہ وہ کسی خاکروب کے گھر میں ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو اور اگر وہ مسلمان ہو جائے تو بڑے سے بڑے سردار کے برابر ہو جاتا ہے اور تقوےٰ میں ترقی کرنے سے اعلیٰ سے اعلےٰ نسل کے انسان پر بھی فوقیت لے جاتا ہے۔ اس طرح اسلام نے اکرام کا نظریہ ہی تبدیل کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس بات کو نہایت کھول کر اور تفصیل کے ساتھ اور نہایت زور سے پیش کیا ہے اور کوئی مسلمان یہ علی الاعلان جرأت نہیں کر سکتا کہ نسل یا رنگ کی وجہ سے کسی مسلمان کی توہین کرے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کسی اسلامی معاشرہ میں اس وجہ سے وہ الجھنیں پیدا نہیں ہوئیں۔ جو آج ہم امریکہ میں دیکھ رہے ہیں۔ اگر ایسا کہیں ہوا بھی ہے تو اس کو نمایاں نہیں ہونے دیا گیا۔ بلکہ پردے میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور کوئی اور عذر اس کے لئے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

آج مغربی اقوام اور جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے امریکہ کو اس امر پر بڑا ناز ہے کہ وہ آزادی کی علمبردار ہے۔ لیکن باوجود قانوناً ایسے امتیازات کی نفی کرنے کے یہ اقوام اس پر عمل کرنے سے عاری ہیں اور اس بناء پر معاشرہ میں سخت اضطراب اور الجھنیں پیدا ہونے کو نہیں روک سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسانی مساوات کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ ان اقوام میں ابھی پیدا نہیں ہو سکا۔ بلکہ مادہ پرستانہ رجحانات نے جو آج ان اقوام میں بڑھتے جا رہے ہیں نسلی امتیازات کو اور بھی تقویت دے دی ہے۔ ہمارے خیال میں نسلوں کے متعلق یہ سائنسی نامکمل تحقیقات کا نتیجہ ہے اس سے صرف صحیح مذہب ہی ان کو بچا سکتا ہے۔ اور صحیح مذہب اسلام ہی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقوام متحدہ کی انجمن انسانی بنیادی حقوق کے اصولوں کو ترویج دینے کے لئے بڑی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اس کی کوششیں اس وقت پوری طرح بار آور نہیں ہو سکتیں۔ جب تک یہ کوششیں محض دنیاوی اور مادی نقطۂ نظر سے کی جاتی رہیں گی۔ ان کی راہ نمائی صرف عقلیت اور مادی فلسفہ ہی کرتا ہے۔ اگرچہ اس کے پیش نظر دنیا میں امن کی فضا قائم رکھنا ہے۔ لیکن جب تک اقوام کا مذہبی جذبہ بیدار نہ ہو اور وہ اسلام کا نظریہ قبول نہ کریں کہ حقیقی اکرام صرف تقوےٰ اور نیکی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت تک رنگ و نسل کے امتیازات مٹ نہیں سکتے۔ اقوام متحدہ کی انجمن میں جن اقوام کا زیادہ رسوخ اور اثر ہے خود وہ ابھی تک اس برائی سے نجات حاصل نہیں کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی اقوام ابھی تک مشرقی اقوام کو ہر لحاظ سے پسماندہ سمجھتی ہیں اور اکثر ایشیائی اور افریقی عوام کو تہذیب سے عاری خیال کرتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا نظریہ تہذیب مادی ترقیوں پر انحصار رکھتا ہے اور مادی دولت اور قوت کی کمی بیشی ہی ان کے نزدیک تہذیب کا معیار قرار پاتا ہے۔ حالانکہ یہی چیز ہے جو نسل و رنگ کے امتیازات کی بنیاد ہے۔ جو اقوام کسی وقت مادی طاقت میں فائق رہی ہیں وہی اپنے آپ کو نسلی طور پر بھی فائق سمجھتی آئی ہیں اور امتداد زمانہ سے یہ خیال ان کی فطرت میں مرتسم ہو گیا ہے۔ اسلام نے انسانی مساوات کا اصول پیش کر کے دراصل اسی چیز کو مٹانے کا صحیح علاج پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ حقیقی اکرام مادی حالات کی فوقیت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ نیکی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ نسلی مساوات مادی نقطۂ نظر سے اسی طرح آزاد ہو سکتی ہے اور دنیا میں امن کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔

شذرات

بلا تبصرہ

حال ہی میں اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جو بلا تبصرہ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

"مسٹر عزیز الحق مسعود ایڈمنسٹریٹر اوقاف مغربی پاکستان نے جھنگ کے اخبار نویسوں سے غیر رسمی بات چیت کرتے ہوئے..... ایک نامہ نگار کے اس سوال پر کہ آیا یہ محکمہ احمدیہ مرکز ربوہ کا انتظام بھی اپنے قبضہ میں لے رہا ہے کہا کہ ابھی تک کوئی ایسی تجویز محکمہ کے زیر غور نہیں ہے انہوں نے اپنی ذاتی رائے دیتے ہوئے کہا کہ اگر محکمہ اس کو تحویل میں لینے پر رضامند ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر اس تحریک کی حکومت خود سرپرستی کرے گی کیونکہ محکمہ اس کو اچھے طریقے سے چلانے کا ذمہ دار ہو جائے گا۔"

(روزنامہ نوائے وقت ۱۹ جنوری ۶۳ء)

تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کرنیکی تحریک

روزنامہ ڈیلی بزنس لائل پور اپنے ایک مقالۂ خصوصی میں "تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کرنیکی ضرورت" کے زیر عنوان لکھتا ہے:۔

"غیر مسلموں کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کرانے کے لئے پاکستان اور غیر ممالک میں بھی جگہ جگہ تبلیغی مراکز قائم کئے جائیں۔ یہ کام حکومت کے کرنے کا بھی ہے اور خود پاکستانی مسلمانوں کے کرنے کا بھی۔ اس لئے کہ تبلیغ کی ذمہ داری ہر اس شخص پر عاید ہوتی ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے.... اسلئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تبلیغ اسلام کا کام کرنے کے لئے پاکستان کی طرف سے منظم جدوجہد کی جائے .... تبلیغ کا سب سے بڑا میدان ان ممالک میں ہے جن کی آبادی کی اکثریت غیر مسلموں کی ہے تبلیغ کا کام اتنا بڑا ہے کہ اگر لاکھوں مسلمان بھی اس میں اپنی جانیں لگا دیں تو اس کی گنجائش ہے۔"

(ڈیلی بزنس لائل پور ۱۷ جنوری ۶۳ء)

معاصر محترم نے جس ضرورت کا احساس کیا ہے اور اسے جس تڑپ کے ساتھ پیش کیا ہے وہ بہت ہی قابل قدر ہے فی الحقیقت تبلیغ اسلام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس پر مسلمانوں کی ترقی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انحصار ہے۔

اس زمانہ میں اس ضرورت کو سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے بشدت محسوس فرمایا اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت اپنی بساط سے بھی بڑھ کر اس مقدس فریضہ کو روز اوّل سے ہی نہایت منظم رنگ میں ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کے نہایت خوشکن نتائج بھی نکل رہے ہیں۔ کاش دیگر مسلمان بھی اس طرف توجہ کریں!

لیکن اس سلسلے میں ایک بات ضرور قابل غور ہے وہ یہ کہ کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں اسلام کی صداقت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت وفضیلت کا زندہ یقین اور اشاعتِ اسلام کی سچی تڑپ ہو۔ یہ یقین اور تڑپ کیونکر حاصل ہو؟ ہمارے نزدیک اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ اسی مامور من اللہ کے دامن سے وابستہ ہوا جائے جسے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حیات ثانیہ کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں اس مامور من اللہ کے دامن سے الگ ہو کر تبلیغ اسلام کی کوششیں کیں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

تضاد اور عدم مطابقت

ہمارے موجودہ معاشرہ میں پریشان خیالی تضاد اور عدم مطابقت کی جو کیفیت پائی جاتی ہے اس کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو اخبارات (اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے) مذہبی اور روحانی قدروں کو پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی اس کیفیت سے نہیں بچ سکے۔ اس وقت لاہور کا ایک روزنامہ ہمارے پیش نظر ہے جو جماعت اسلامی کے حلقوں کے بیان کے مطابق ان کی جماعتی خبروں اور پالیسی کو واضح کرنیکی خدمت "سرانجام" دے رہا ہے اسکی ۶ جنوری کی اشاعت میں صفحہ ۳ پر "اخلاقی اقدار" کے زیر عنوان تاریخ اسلام کے زریں واقعات کو پیش کرکے مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ بھی اسلام کی بلند اخلاقی اقدار کو اپنانے کی کوشش کریں ـــــ اور اسی پرچہ کے صفحہ ۶ پر "لہراتے آنچل اور مچلتے ارمانوں کے پُرکیف طوفان" سے لبریز اور "عشق ومحبت گیتوں اور رقصوں سے بھرپور" فلموں کو دیکھنے کی بھی دعوتِ عام دی گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حقیقت یہ ہے کہ خیالات کا یہی انتشار اور تضاد اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس دور میں روحانی ہدایت واصلاح کی خاص ضرورت ہے اور اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا کہ ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

(شیخ خورشید احمد)

تحریکِ جدید اور جماعت احمدیہ

تحریک جدید کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز الفاظ میں جو سلسلۂ مضامین شروع کیا گیا ہے اس کی دوسری قسط ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔ مقررین حضرات جنہیں یوم تحریک جدید یا ہفتۂ تحریک جدید ایسی تقریبات پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملے ان قیمتی ارشادات سے استفادہ فرمائیں تاکہ حضور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل ہو کہ "پس ان باتوں کو دہراؤ اور دہراتے چلے جاؤ یہانتک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور وظیفہ بن جائیں۔"

(خاکسار وکیل المال اوّل تحریک جدید)

تحریکِ جدید الٰہی جماعت ہے

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اسکے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

"میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اسی کا ہے اور میں اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے۔"

جماعتِ احمدیہ کا فرض

"ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بغیر قربانیوں کے اور بغیر منہاج نبوت پر چلنے کے دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو ان سے زیادہ پاگل اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"یہ باتیں ایسی ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے ہر وقت اور ہر لمحہ اپنی بیویوں اپنے بچوں اپنے دوستوں اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں اور انہیں ان باتوں پر راسخ اور مضبوط کرنا چاہیئے کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کرتیں پس ان باتوں کو دہراؤ اور دہراتے چلے جاؤ یہاں تک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور وظیفہ بن جائیں اور اگر ایک چھوٹے سے بچے سے بھی سوال کیا جائے کہ احمدیت کی ترقی کا کیا ذریعہ ہے؟ تو وہ کہہ اٹھے کہ ہم بغیر قربانی اور جان دینے کے ترقی نہیں کر سکتے اور میں اسکے لئے تیار ہوں۔ ایک عورت سے اگر پوچھا جاوے تو وہ بھی یہی جواب دے اور اگر ایک مرد سے پوچھا جاوے تو وہ بھی یہی جواب دے۔ غرض ہر شخص کے ذہن میں یہ باتیں ڈالی جائیں اور اسکے ماتحت جماعت میں ایسا ماحول اور بیداری پیدا کی جائے کہ قربانیاں کوئی مشکل کام نہ رہے۔"

تحریک جدید میں شمولیت کی اہمیت

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا مگر جو شخص شامل ہونیکی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا...... میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اسکا ایمان کھو یا جائیگا۔"

"ہم تو جب بھی کوئی بات کہیں گے محبت اور پیار سے ہی کہیں گے اور اگر اس سے کوئی یہ استدلال کرتا ہے کہ حکم نہیں تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے احکام دینا نہ تو ہمارے اختیار میں ہے اور نہ ہی ہم ایسے احکام کے نفاذ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں وہ اس جماعت میں داخلہ سے کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ فائدہ وہی حاصل کر سکتا ہے جو محبت کے تعلق کو قائم رکھے اور یہ نہ دیکھے کہ کوئی بات حکماً کہی گئی ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھے کہ جس سے پیار ہے اس کی بات کو وزن دینا ضروری اور اسکے نقشِ قدم پر چلنا لازمی ہے...... بے شک ان معنوں سے تو ہم نے حکم نہیں دیا کہ تماشے وغیرہ نہ دیکھے جائیں جن معنوں میں حکومت کے احکام ہوتے ہیں ورنہ ہدایت بھی حکم ہی ہوتی ہے..... ہمارا نظام بھی محبت اور پیار کا ہے کوئی قانون ہمارے ہاتھ میں نہیں کہ جسکے ذریعہ سے ہم اپنے احکام منوا سکیں بلکہ میری ذاتی رائے تو یہی ہے کہ احمدیت میں خلافت ہمیشہ بغیر دنیوی حکومت کے رہنی چاہیئے۔ دنیوی نظام حکومت الگ رہنا چاہیئے اور خلافت الگ تا وہ شریعت کے احکام کی تکمیل کی نگرانی کر سکے ابھی تو ہمارے ہاتھ میں حکومت ہی نہیں لیکن اگر آئے تو میری رائے یہی ہے کہ خلفاء کو ہمیشہ عملی سیاست سے الگ رہنا چاہیئے اور کسی بادشاہت کو اپنے میں ملنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے ورنہ سیاسی پارٹیوں سے براہِ راست خلافت کا مقابلہ شروع ہو جائے گا اور خلافت ایک سیاسی پارٹی بن کر رہ جائے گی اور خلفاء کی حیثیت باپ والی نہ رہے گی۔"

(وکیل المال تحریک جدید)

رمضان المبارک کے فضائل

(از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

۱۔ روزوں کی فرضیت

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ناقابل برداشت مظالم و مصائب کے پیش نظر جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں مسلمانوں پر روزے فرض کئے گئے اسلام کے پانچ ارکان میں سے روزہ رکن چہارم ہے چنانچہ روزوں کے متعلق مندرجہ ذیل نص قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے

یایھا الذین اٰمنوا کتب
علیکم الصیام کما کتب
علی الذین من قبلکم
لعلکم تتقون

اے مومنو! تم پر روزوں کا رکھنا فرض کر دیا گیا ہے جس طرح تم سے گذشتہ لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (ہر قسم کے شر اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

مندرجہ بالا قرآنی نص میں خدا تعالےٰ نے جہاں ایک طرف روزوں کی فرضیت کا ارشاد فرمایا ہے وہاں تاریخی اور نفسیاتی پہلو کو بھی اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ روزہ کوئی نیا اور انوکھا حکم نہیں ہے اور نہ ہی یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ تاریخ ادیان کی ورق گردانی سے واضح ہے کہ روزہ جملہ ادیان عالم میں بطور فرض کے تھا اور اس کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا تھا اب تک سابقہ مذہبی روایات کی بناء پر مختلف ادیان کے متبعین روزہ رکھتے ہیں یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں روزے رکھتے ہیں خاکسار راقم نے اپنے قیام شام و فلسطین میں یہود کو بڑے اہتمام سے روزے رکھتے ہوئے دیکھا حضرت موسےٰ کے متعلق آتا ہے

"سو وہ چالیس دن اور چالیس
رات وہیں خداوند کے پاس رہا
اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا
اور اس نے ان لوحوں پر اس
عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام
کو لکھا"

(خروج ۳۵ : ۲۸)

حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی روزہ رکھا کرتے تھے اور ان کی اتباع میں عیسائی بڑے اہتمام سے روزے رکھتے ہیں چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"اس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اسے بھوک لگی۔" (متی ۴ : ۲-۳)

یہاں فاقہ سے مراد انجیل کی اصطلاح میں روزہ ہے قدیم مصریوں میں روزہ کا رواج تھا اہل یونان تو روزہ رکھنے میں بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ہندو مذہب میں بھی "برت" یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے

قرآن کریم کے اس تاریخی نظریہ کی تائید انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں FASTING کے زیر عنوان مقالہ مندرجہ جلد ۹ صہ ۱۰۶ سے بھی ہوتی ہے لکھا ہے:۔

"BY THE GREATER NUMBER OF RELIGIONS, IN THE LOWER, MI- MIDDLE AND HIGHER CULTURES ALIKE, FASTING IS LARGELY PRESCRIBED"

اکثر مذاہب میں چھوٹے بڑے اور درمیانی طبقات میں روزہ فرض قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ لعلکم تتقون

قرآنی بلاغت کا مضمون اپنی ذات میں بہت ہی وسیع ہے قرآنی مفردات اپنے اندر معارف اور نکات کا خزانہ رکھتے ہیں اسلام میں روزوں کا بنیادی فلسفہ اور اس کا اساسی مقصد لعلکم تتقون میں انتہائی بلند نظریات اور مقاصد کے ساتھ بیان کر کے بحر زخار کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے لعلکم تتقون کا ترجمہ انتہائی سطحی رنگ میں کر دیا جاتا ہے اور قرآنی بلاغت و حسن و جمال کو کلیۃً نظر انداز کر دیا جاتا ہے لفظ صوم اور تقویٰ کی لغوی تحقیق کو چھوڑتے ہوئے صرف منکی اور اصطلاحی معنے قرآنی احکام اور احادیث نبویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں ہوتے ہیں ایک عاقل بالغ اور تندرست مسلمان صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے، جنسی تعلقات گالی گلوچ اور غیبت سے اپنے آپ کو روکتا ہے اور اس وقت میں قرآنی تلاوت اور اس کے معانی سمجھنے عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، تراویح اور تہجد کی نماز ادا کرنا۔ فقراء و مساکین کی خدمت کرنا اور عبادت میں منہمک ہونے کی کوشش کرتا ہے ایک مسلمان ان بابرکت ایام میں اپنے نفس اور جسم کے ہر عضو پر کنٹرول کرے جسم کا ہر حصہ عملی رنگ میں یہ محسوس کرے کہ میرے اندر روزہ کی وجہ سے ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہے جب جسم کا ہر حصہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے گا تو نفس انسانی ایک امتیازی رنگ میں روحانی انقلاب اور غیر معمولی تغیر پیدا کرے گا جسے اصلاح نفس سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور قرآنی اصطلاح میں اسے تقویٰ کہا جائے گا کیونکہ روزہ کی علت غائی ہی لعلکم تتقون ہے۔

۳۔ فضائل روزہ

(ا) روزہ کی حالت میں اور اس کی جملہ پابندیوں میں ایک مسلمان کو اپنے جذبات۔ احساسات اور خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے جملہ مرغوبات اور لذائذ کو ترک کرنا پڑتا ہے روزہ دار کو پیاس لگ رہی ہوتی ہے اس کی زبان اور گلا خشک ہے پانی موجود ہے مگر ایک وقت مقررہ تک اس کے واسطے یہ پانی کلیۃً حرام ہے نفس انسانی ایک چیز کی خواہش کرتا ہے مگر حکم ربانی اور رضا الٰہی مانع ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرے اس پابندی کا بنیادی اور افادی مقصد ضبط نفس اور صبر جیسی خوبی کا پیدا کرنا ہے اگر ضبط نفس جیسی اخلاقی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے تو بہت سے تنازعات اور تخریبی حالات پیدا ہی نہ ہوں اور بہت سی مشکلات کا حل صرف اور صرف ضبط اور صبر میں ہے

(ب) روزہ ہر سال ایک مہینہ میں ہم سے اس قسم کے مطالبات کرواتا ہے جس کا تعلق ہماری خاص ٹریننگ سے ہے وقت مقررہ پر روزہ رکھنا ہوتا ہے اور وقت مقررہ پر ہی افطاری کرنی ہوتی ہے تراویح و تہجد کے لئے خاص اہتمام کرنا ہوتا ہے پیاس اور بھوک کی وجہ سے انسانی حس تیز ہو جاتی ہے انسانی ضمیر محسوس کرتا ہے کہ میری قوم کے فقراء اور پسماندہ اشخاص کا کیا حال ہوگا جن کو کھانے کے لئے میسر نہیں جن کو اپنا تن ڈھانکنے کے لئے کپڑوں کی ضرورت ہے یخ سردی اور اس کے نقصانات سے بچنے کے لئے گرم پارچات (بستر) کی ضرورت ہے اور جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے یتامیٰ اور بیوگان پر کیا گذرتی ہوگی جو نان شبینہ کے محتاج ہیں جن کے آرام اور زندگی کے سہارے شہر خموشاں میں ابدی نیند سو رہے ہیں ایسی خاص فضا میں ہر عاقل اور ذی شعور یہ محسوس کرتا ہے کہ بلاشبہ روزہ ایک انقلابی تحریک ہے جو قوم میں یگانگت، وحدت، مساوات محبت مواسات پابندی نظام محنت اور شدائد کی برداشت، اطاعت، حسن سلوک امیر اور غریب کے تعلقات میں اعتدال، صلہ رحمی، عفت، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ اور سب سے بڑھ کر خشیت اللہ پیدا کرتا ہے۔

دوسری طرف روزہ کی وجہ سے ناجائز فخر و غرور۔ انانیت، دھوکہ، مکر و فریب بدعہدی، جھوٹ، نفس پروری، اسراف رشوت، سود، شراب نوشی، سنگدلی، بے حیائی اور بدکاری کا خاتمہ کرتا ہے یہی اسلام کی غرض ہے اور یہی رسالت محمدیہ کا فلسفہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

یعنی سن رکھو! اور اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ میری بعثت کی غرض صرف یہ ہے کہ میں دنیا میں اخلاق محاسن کا قیام کروں روزہ کے ذریعہ جہاں انفرادی اخلاق ابھرتے ہیں وہاں قومی اخلاق بھی ترقی کرتے ہیں۔

۴۔ انزل فیہ القرآن

ماہ رمضان کی سب سے اہم اور قابل ذکر نعمت و خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں نزول قرآن ہوا روزوں کے فضائل احکام کی پابندی اور تلاوت قرآن کریم مل کر انسانی نفس پر عجیب روحانی کیفیت وارد کر دیتے ہیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش
کریں گے روزہ یہ کہے گا کہ اے
خدا میں نے اس کو کھانے اور
خواہشات سے دن میں روکے رکھا
پس اس کیلئے تو میری سفارش قبول
فرما اور قرآن یہ کہے گا کہ میں نے
اس کو رات کی نیند سے باز رکھا
یعنی سونے نہیں دیا پس اس کے
حق میں تو میری سفارش قبول کر
پس ان کی سفارشیں قبول کی
جائیں گی" (بیہقی)

قرآن کریم کی تلاوت اور پھر اس کے معانی کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے انسان کی روحانی بصیرت تیز ہوتی ہے اور وہ شیطانی خیالات اور بد اثرات سے محفوظ رہتا ہے اور اطمینان نفس جیسی ثروت عظیم سے وہ مالا مال ہو جاتا ہے

الغرض یہ ایام بہت ہی بابرکت ہیں ایک حدیث کی رو سے جس کا رمضان بغیر روزوں کے گذر گیا وہ انتہائی بدقسمت ہے کیونکہ روزے دراصل قوم میں اخلاقی معاشرتی اور اقتصادی انقلاب پیدا کرنے کے لئے فرض کئے گئے ہیں اور اسلام کا یہ وہ عظیم الشان رکن ہے جسے امتیازی پوزیشن حاصل ہے اور دوسرے مذاہب کے روزے اس امتیازی خوبی سے کلیۃً عاری ہیں!

سکھ مذہب سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کا ایک نیا ثبوت

(از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو نانک جی کے اسلام کے سلسلہ میں گورو ہرسہائے کا قرآن شریف بطور ایک ثبوت کے پیش کیا ہے اور اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"اب ہم اس جگہ اس بات کے بیان کرنے سے خاموش نہیں رہ سکتے کہ یہ قرآن شریف کہ جو باوا نانک صاحب کے گدی نشین گوروؤں کے تبرکات میں نہایت عزت اور ادب کے ساتھ اب تک اس خاندان میں چلا آیا ہے جس کی زیارت کے لئے صدہا کوس سے سکھ لوگ آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ بطور نذرانہ چڑھاتے ہیں یہ اس بات پر صاف دلیل ہے کہ باوا نانک صاحب اور نیز ان کے گدی نشین اور پیرو صدق دل سے قرآن شریف پر ایمان لاتے تھے اور اس کو درحقیقت خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر اس کا ادب کرتے تھے .... بلاشبہ باوا صاحب اور ان کے گدی نشینوں کے اسلام پر یہ ایسا کھلا کھلا ثبوت ہے کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔"

(چشمہ معرفت صـ ۳۲۸)

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہے کہ گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان گورو نانک جی کے گدی نشین تھے اور ان کے دلوں میں اسلام اور قرآن شریف سے متعلق عقیدت مندانہ جذبات موجزن تھے۔

گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان

گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ ان کے جد امجد سکھوں کے چوتھے گورو رام داس جی کے فرزند اکبر سری پرتھی چند جی تھے گورو رام داس جی کے تین لڑکے پرتھی چند۔ مہا دیو اور گورو ارجن جی تھے بعض مورخین کے نزدیک گورو رام داس جی کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی کے بطن سے پرتھی چند اور مہا دیو جی تھے اور دوسری بیوی جن کا نام بی بی بھانی جی تھا اور جو سکھوں کے تیسرے گورو امر داس جی کی بیٹی تھی گورو ارجن کی والدہ تھی گویا کہ پرتھی چند گورو ارجن جی کا سوتیلا بھائی تھا (ملاحظہ ہو سکھی تے سکھ اتہاس سنہ ۵۰ و صـ ۸۰ و رسالہ جیون سندلیش پٹیالہ اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ء و رسالہ دی سما چار دہلی ۲۷ جنوری ۱۹۵۲ء و رسالہ گورمت امرتسر ستمبر ۱۹۵۲ء و اخبار کندن جالندھر ۱۲ ستمبر ۱۹۶۲ء)

سکھوں کی روایات کے مطابق گورو رام داس جی نے بعض وجوہات کی بنا پر اپنے بڑے بیٹے پرتھی چند کی بجائے گورو ارجن جی کو اپنے بعد سکھوں کا پانچواں گورو نامزد کر دیا۔ پرتھی چند کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور اس نے اپنی حق تلفی خیال کر کے گورو ارجن جی کے مقابلہ کی ٹھان لی حکومت میں بھی اسے کافی اثر و رسوخ حاصل تھا ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ :-

"بابا پرتھی چند نے گورو ارجن جی کا مقابلہ بہت بدنیتی سے کیا ان کے خلاف ظالم حاکموں سے مل کر بہت سازشیں کیں تمام مال و دولت پر اپنا قبضہ جما لیا اور سیدھے سادھے سکھوں کو دھوکہ دے کر لنگر کی پوجا بھی اپنے قبضہ میں کر لی۔"

(ترجمہ از کھنڈے دی دھار وچ امرت داگیان صـ ۲۳)

پرتھی چند نے گورو ارجن جی کو گورو یائی کی گدی سے بے دخل کرانے کے لئے بقول سکھ مورخین پہلے اکبر کے دربار میں (ملاحظہ ہو سکھی تے سکھ اتہاس صـ ۶۹ و سکھ اتہاس صـ ۱۹۲) اور پھر جہانگیر کے پاس بھی دعوے کیا تھا اس کے یہ دونوں دعوے خارج ہو گئے تھے اور جہانگیر نے اسے اپنے پاس سے دو گاؤں بطور جاگیر دے کر اس کی دلجوئی کر دی تھی (ملاحظہ ہو گور بلاس پانشاہی چھ ۶ ادھیائے ۳) سکھ تاریخ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پرتھی چند گورو ارجن جی پر اپنے باپ گورو رام داس جی کو زہر دے کر ہلاک کرنے کا الزام بھی دیا تھا جیسا کہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے لکھا ہے کہ :-

گور تا تلک کھلواک پائیو
روٹے دن بیتے نہ کسہ کو کھوائیو
پروہتاون کو لالچ کر کے
ماریو تپا کپٹ کو دھر کے

(گورپرتاپ سورج راس ۲۔ انسو ۲۵)

یعنی :- "بھادوں شدی ۲ سنہ ۱۶۳۸ بکرمی کو گورو رام داس جی وفات پا گئے ..... پتہ لگنے پر پرتھیا جی گوئند وال پہنچا اور اس نے سری گورو ارجن جی پر الزام دیا کہ انھوں نے پتا جی کو زہر دے کر مار دیا۔"

(ترجمہ از سکھی تے سکھ اتہاس صـ ۷۹-۸۰)

جہانگیر سے جاگیر حاصل کرنے کے بعد پرتھی چند نے اپنی گدی الگ قائم کر لی گورو ارجن جی نے ہر چند کوشش کی کہ ان کے اپنے بڑے بھائی پرتھی چند سے تعلقات خراب نہ ہوں چنانچہ جب سکھوں اور رشتہ داروں نے گورو ارجن جی کو دستار پیش کی تو گورو جی نے اسے پرتھی چند کے حوالے کر دیا (سکھی تے سکھ اتہاس) اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے "کہ گورو ارجن جی نے جھگڑا مٹانے کے لئے" اپنی دستار بندی کی رسم بھی پوری نہ کی اور دستار فضیلت اپنے بڑے بھائی پرتھی چند کے سپرد کر دی اور اسی بنا پر انھوں نے پرتھی چند کے بیٹے مہربان کو اپنا متبنیٰ بھی بنا لیا کیونکہ شروع میں گورو ارجن جی کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور عام خیال یہی تھا کہ گورو جی اپنے بعد اپنے لے پالک مہربان کو ہی اپنا جانشین نامزد کریں گے لیکن بعد میں جب بھائی بڈھا جی کی برکت سے ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو انھوں نے اپنے بعد اپنے فرزند ہرگوبند جی کو سکھوں کا چھٹا گورو نامزد کر دیا یہ بات بھی پرتھی چند اور مہربان کو بہت ناگوار گذری بقول سکھ مورخین کے مہربان نے اپنی اس حق تلفی کے خلاف دعوے کیا کہ میں گورو ارجن جی کا متبنیٰ ہوں اس لئے گورو یائی کی گدی پر میرا حق فائق ہے اور وہ خود کو گورو کہلایا اور اس نے محلہ ۷ اور اس کے بیٹے ہرجی نے محلہ ۸ کے نام پر بانی بھی اچارن کی ہے جو سکھ گورو صاحبان کی طرز پر ہی ہے اور اس کے آخر میں بھی دوسرے سکھ گورو صاحبان کی مانند "نانک" کا نام بطور تخلص کے استعمال کیا گیا ہے جس کے ثبوت سکھ لٹریچر سے ملتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سکھی تے سکھ اتہاس صـ ۸۲)

"دلبستان مذاہب" کے مصنف محسن فانی نے بھی جو سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند جی کے دوستوں اور ملنے والوں میں سے تھا سوڈھی مہربان اور اس کے فرزند ہرجی کو سکھ گورو صاحبان کی فہرست میں شامل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"بعد از ارجن مل برادرش پرتھیا
ادر امر بد انش گورو مہربان
گوئند بخلافت نشست و اکنوں
کہ ہزار و پنجاہ و پنج ہجری است
گورو ہرجی جانشین اوست۔"

(دلبستان مذاہب صـ)

سکھ ودوانوں کو بھی یہ مسلم ہے کہ محسن فانی گورو ہرگوبند جی کے ملنے والوں میں سے تھا اور اس نے مہربان اور اس کے بیٹے ہرجی کو سکھ گورو صاحبان کا گدی نشین بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو ماخذ تاریخ سکھاں صـ ۳۹۔ دلجھک اتہاس سک بیترے صـ ۹ وغیرہ)

ایک اور کتاب "بابا مہربان دیاں گوشٹاں" میں یہ مرقوم ہے کہ گورو ارجن جی کے بعد پرتھی چند کو گورو یائی کی گدی ملی تھی اور ان کے بعد ان کے بیٹے مہربان جی گورو مقرر ہوئے تھے (ملاحظہ ہو اخبار شیر پنجاب ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء)

الغرض یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان کے بزرگ مہربان اور ہرجی خود کو گورو نانک جی کی گدی کا حقدار سمجھتے تھے اور گورو کہلاتے تھے، بعض مورخین نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ سکھ گورو صاحبان کی گدی نشینی کی نشانیاں پوتھی مالا شجرہ اور ٹوپی وغیرہ اشیاء بھی گورو ارجن جی کی زندگی میں ہی مہربان کو حاصل ہو گئی تھیں (ملاحظہ ہو رسالہ جیون سندیش مئی ۱۹۵۱ء) اس کے ساتھ ہی سکھ لٹریچر سے اس امر کا بھی پتہ چلتا ہے کہ گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان کے بزرگ اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقدین میں سے تھے اور انھوں نے اپنی بیان کردہ بانیوں میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنی عقیدت مندی کا اظہار کیا ہے چنانچہ حال ہی میں سکھ ودوانوں نے گورو مہربان جی کی بیان کردہ "پیراں کی وار" شائع کی ہے اس وار میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور دیگر اولیائے کرام کا نہایت عقیدت مندی سے ذکر کیا گیا ہے خاکسار نے اس وار کی ایک قلمی نقل ابھی ابھی حاصل کی ہے جو میرے ایک سکھ دوست نے بذریعہ رجسٹری بھجوائی ہے اور اس کی ایک مطبوعہ کاپی بھی ایک اور سکھ دوست نے بھجوا دی ہے مہربان جی کی اس وار سے متعلق ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :-

صوفی مت دا مینا تھی مہر دانا
وار پیراں دی رچ رکھانودے تھے
ایس وار اندر صفت حضرت جی دی
کری ات دی حد ٹپانودے تھے
.....
محلہ ستواں اوس پر لکھیا اونہاں
نانک نام دی چھاپ لگانودے تھے

(گوردوارہ گزٹ ... صـ ۱۲)

یعنی۔ مہربان جی صوفی خیالات کے حامل تھے انہوں نے "پیراں دی وار" میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بے حد تعریف کی ہے۔

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

"پیراں دی وار" میں . . . .
تمام پیروں کا سردار اسلام کے بانی حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلیم کیا ہے . . .
اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے۔ کہ توحید کا پرستار ہونے کی وجہ سے حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دین (اسلام) دونوں جہانوں میں قائم ہے ۔۔۔ جو لوگ غصہ اور خودی کو مٹا کر روزے رکھتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہی اللہ تعالےٰ کے دربار میں مقبول ہوتے ہیں"

(ترجمہ از سکھی تے سکھ اتہاس ص۵)

سوڈھی مہربان جی نے اپنی اس "پیراں دی وار" کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

پاک بے عیب الکھ تو اللہ ایک اپار
بے چون لا شریک تو بے انت بے شمار ۔۱

اس وار میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدتمندانہ ذکر یوں کیا گیا ہے کہ:-

اک لکھ اسی ہزار پیغمبر حق حکم جہان نوں بھاوے
ارباں ولائت نھان ہے۔ کون رچنا دا انت پاوے
سبنھاں سر حضرت رسول نائے جس دے کلمہ آوے
نبی سچ سبیل بتاوے ۔۱۳

یعنی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ اسی ہزار انبیاء علیہم السلام پیدا کئے ہیں۔ ان سب کا سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا ہے جس کے نام کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ اور خدا کا یہ مقدس نبی حق کا راستہ بتاتا ہے۔

اس وار میں اسلام کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

ہدرتھ کا دین قائم دوہاں جہاناں ماہیں
سچے پروردگار کی صفت کرے صلاحیں ۔۱۴

یعنی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دین قیم ہے جو دونوں جہانوں میں قائم ہے اور اس دین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد بیان کی گئی ہے۔

اسلامی عبادات سے متعلق مہربان جی نے اس وار میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

غصہ کھائے مٹائے جو خیر نماز کما ہے
نانک داس قبول سو۔ دردیدار سما ہے ۔۱۲

یعنی جو لوگ غصے اور خودی کو مٹا کر روزے رکھتے اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔ وہی اللہ تعالےٰ کے دربار میں مقبول ہوتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا ذکر اس وار میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:-

ہدرتھ پیغمبری دین آیا جس دا راس
رتن حاجی دائم رسول چار یار جہنا پاس ۴
ابوبکر۔ عثمان ۔ صدیق۔ شاہ مرداں نوشاباش
عمر خطاب سو پادسی جین اگاہی سد معاش

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے نبی ہیں۔ آپ کا دین اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق ہے اور چار یار ابوبکرؓ۔ عثمانؓ شاہ مرداں (حضرت علیؓ) اور عمر خطاب حضور کے خاص مقربین ہیں۔

سوڈھی مہربان صاحب کی بعض اور تصانیف کا بھی پتہ چلا ہے۔ خاکسار ان کے حاصل کرنے میں بھی کوشاں ہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ (۱) حضرت محمد صاحب (۲) امام حسین اور فرید کے شلوک وغیرہ ان کتابوں کے ناموں سے ہی یہ ظاہر ہے کہ گورو نانک جی کی گدی نشینی کے مدعی سوڈھی مہربان جی اسلام کے معتقد تھے۔

الغرض "پیراں دی وار" کا ایک ایک لفظ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ گوردھر سیائے کے سوڈھی صاحبان جو گورو نانک جی کے جانشین اور گدی نشین ہونے کے مدعی تھے اور خود کو سکھوں کا ساتواں اور آٹھواں گورو ظاہر کرتے تھے۔ اسلام کے شیدائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے اور یہ بات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی (جو ہم اپنے اس مضمون کے شروع میں درج کر آئے ہیں) تصدیق کرتی ہے۔

امرائے ضلع اور گرانٹ لینے والی جماعتوں سے
ضروری التماس

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا بجٹ سال ۶۴-۱۹۶۳ء اس وقت زیر تیاری ہے۔ بجٹ میں مقامی جماعتوں کے لئے گرانٹ کی ایک رقم رکھی جاتی ہے۔ جو جماعتوں کی ضروریات اور ان کے چندہ کی مقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان میں بدوران سال تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ ہر جماعت کی گرانٹ کا معین فیصلہ تو بعد میں سال شروع ہونے پر ہی ہو سکے گا۔ لیکن سر دست جماعتوں کی ضروریات کا اندازہ لگانا ضروری ہے تا یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ ہر جماعت کی آمد اور سلسلہ کی ضروریات کے لحاظ سے انہیں کتنی رقم دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے مقامی جماعتوں کے نمائندوں کا اجلاس مورخہ ۱۰ر فروری بوقت ۹ بجے صبح دفتر صدر انجمن احمدیہ میں منعقد ہو گا۔ گرانٹ حاصل کرنے والی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اس تاریخ کو اپنا نمائندہ ربوہ بھجوا دیں۔

امرائے ضلع سے خاص طور پر التماس ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ خود اس اجلاس میں شریک ہوں۔ اس اجلاس کی غرض یہ ہے کہ مرکزی بجٹ میں جو گنجائش رکھی جائے وہ جہاں تک بجٹ اجازت دے مقامی جماعتوں کی ضروریات کے مطابق ہو"۔ (ناظر بیت المال)

زمین سے اچھا پانی نکلنے کی خوشی پر

سیدنا حضرت اقدس فضل عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا ارشاد گرامی ہے کہ

"خوشی کی مختلف تقاریب پر مسجد فنڈ (ممالک بیرون) کے لئے کچھ نہ کچھ دیتے رہنا چاہیئے"

چنانچہ مکرم صوفی غلام محمد صاحب سیکرٹری مال چک ۲۷/A کا چیلو ضلع تھرپارکر (سندھ) سے تحریر فرماتے ہیں:-

"عبدالعزیز صاحب خالد کی طرف سے بیس روپے مساجد بیرون بتقریب خوشی نلکہ میٹھا پانی نکلنے پر وصول ہو کر آج افسر صاحب خزانہ ربوہ ارسال کیا گیا ہے"۔

اللہ تعالےٰ کے گھر سے محبت ہو تو انسان ہر خوشی کی تقریب میں اسے یاد رکھتا ہے متعلقہ حضرات کے اخلاص کو اللہ تعالےٰ قبول فرماتے ہوئے انہیں مزید برکتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

وکیل المال اول تحریک جدید

تعمیر فنڈ انصار اللہ

تعمیر فنڈ انصار اللہ ایک مستقل فنڈ ہے۔ کیونکہ نئی تعمیر اور پرانی عمارت کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے بہرحال فنڈز کی ضرورت ہے۔ اس فنڈ کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں تاہم ہر رکن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ حسب استطاعت وہ اس میں ضرور حصہ لیں گے۔ اسلئے مجالس ۶۳ء کا بجٹ بھجواتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ ہر رکن کچھ نہ کچھ چندہ ضرور دے۔ جو احباب سوا روپیہ یا اس سے زائد اس مد میں ادا کریں گے۔ ان کے نام ہال میں دعا کی غرض سے کندہ کر دئے جائیں گے۔ جیسا کہ اس وقت تک ہوتا رہا ہے۔ (قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

امانت تحریک جدید کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امانت فنڈ تحریک جدید کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:-

"احباب سلسلہ اور اپنے مفاد کے مدنظر اپنا روپیہ امانت تحریک جدید کے فنڈ میں رکھوائیں۔ میں تو جب تحریک جدید کے مطالبات پر غور کرتا ہوں ان سب میں امانت فنڈ تحریک جدید کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں"۔

احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کے مطابق امانت تحریک جدید میں رقم جمع کروا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (افسر امانت تحریک جدید)

درخواستِ دعا

میرا بھائی سیف اللہ طاہر ابن قاضی عطاء اللہ صاحب ٹیچر سانده خورد لاہور انیمل ہسبنڈری کالج کی آخری کلاس بی۔ ایس سی فسٹ ڈویژن میں پاس کر چکا ہے اور ایم۔ ایس سی میں داخلہ لے رہا ہے شکرانہ کے طور پر کسی مستحق کے نام ایک سال کیلئے خطبہ نمبر جاری کرا رہی ہوں۔ میری ہمشیرہ عطاء بیڑک اور میں خود لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے امتحان میں شامل ہو رہی ہیں۔ بزرگان سلسلہ ہماری نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

منورہ عطاء لیڈی ہیلتھ وزیٹر کلاس پبلک ہیلتھ نرسنگ سکول۔ حیدرآباد دکن

ملکی سیاست میں اہم ردوبدل کا امکان۔ صدر ایوب متحدہ مسلم لیگ کی قیادت سنبھال لیں گے

صدارتی کابینہ میں کونسل مسلم لیگ کے دو اراکین کو شامل کیا جائے گا

راولپنڈی ۲۸ جنوری، آئندہ چند روز میں مرکزی کابینہ اور ملک کے سیاسی ڈھانچے میں زبردست تبدیلیوں کا امکان ہے خیال ہے کہ کنونشن اور کونسل مسلم لیگ متحد ہو جائیں گی اور صدر ایوب عنانِ قیادت سنبھال لیں گے۔ کونسل مسلم لیگ کے دو لیڈروں کو مرکز میں وزیر بنایا جائے گا خان عبدالقیوم خاں اور مرکزی وزیر خان عبدالصبور میں خفیہ بات چیت ہوئی ہے خیال ہے کہ خان قیوم اپنے ساتھیوں سمیت کنونشن مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں گے۔

پاکستان پریس ایسوسی ایشن نے بتایا ہے کہ ہفتہ رواں کے وسط میں عبوری دارالحکومت میں سیاسی سرگرمیاں تیز ہو جائیں گی اور وہ اپنے جلو میں سیاسی ڈھانچہ اور مرکزی کابینہ میں تبدیلیاں لے کر آئیں گے۔ سیاسی مبصر اس بارے میں پُر امید ہیں کہ مسلم لیگ کے دونوں دھڑوں میں مفاہمت ہو جائے گی اور اس طرح جو متحدہ لیگ بنے گی اس کی قیادت کی عنان ایک لیڈر کے ہاتھوں میں ہوگی۔ سیاسی مبصروں کے خیال میں صدر ایوب متحدہ مسلم لیگ کی قیادت سنبھالیں گے مسلم لیگ کے دھڑوں میں مصالحت کے بعد صدر مرکزی کابینہ کی دو خالی نشستوں کو مشرقی پاکستان کے کونسل گروپ سے پورا کریں گے ان میں سے ایک نشست مسٹر عبدالمنعم خاں کے مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر ہونے اور دوسری نشست وزیر خارجہ مسٹر محمد علی کی وفات سے خالی ہوئی تھی۔

بتایا جاتا ہے کہ ممکن ہے صدر ایوب مشرقی پاکستان سے بھی اپنا ایک خاص معاون مقرر کریں اس سلسلہ میں یہ امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ مشرقی پاکستان سے "خاص معاون" کونسل مسلم لیگ میں سے لیا جائے گا۔

میٹرک سسٹم بتدریج نافذ کیا جائے گا

راولپنڈی ۲۸ جنوری۔ کل یہاں سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ میٹرک سسٹم بتدریج رائج کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ میٹرک سسٹم مختلف مرحلوں میں نافذ کیا جائے گا تاکہ عوام کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ مزید کہا گیا کہ یہ خبر درست نہیں ہے کہ حکومت نے میٹرک سسٹم نافذ کرنے کی سکیم ملتوی کر دی ہے۔

محترم محمد یحییٰ خان صاحب شملوی وفات پا گئے

اناللّٰہ وانا الیہ راجعون

محترم محمد یحییٰ خان صاحب شملوی مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء بروز جمعرات ۵½ بجے شام راولپنڈی میں بعمر ٦٧ سال وفات پا گئے اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت مولوی محمود حسن خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہیں حضور علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحابِ کبار میں شمولیت کا شرف حاصل تھا) کے فرزند اور محترم ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی مرحوم رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ ۱۹۲۰ء سے قیامِ پاکستان تک بسلسلہ ملازمت شملہ میں مقیم رہے اس طرح جماعتِ احمدیہ شملہ کے ابتدائی اور بہت مخلص کارکنوں میں سے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد سے آپ راولپنڈی میں اپنے بھتیجے اور داماد مکرم میاں محمود احمد خاں صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ راولپنڈی (مکان نمبر ۶۲۲/۵ کرتار پورہ) کے پاس رہتے تھے۔

چونکہ آپ موصی تھے لہٰذا آپ کے بڑے فرزند مکرم انوار احمد صاحب اور ان کے برادران آپ کا جنازہ مورخہ ۲۵ جنوری بروز جمعہ ایک بجے شب بذریعہ ٹرک ربوہ لائے اگلے روز مورخہ ۲٦ جنوری کو ساڑھے نو بجے صبح مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہلِ ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعد ازاں آپ کی نعش حسب وصیت مقبرہ بہشتی میں سپردِ خاک کی گئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم جناب حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے دعا کرائی۔

مرحوم نے ایک بیٹی اور پانچ فرزند اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں خاص مقامِ قرب سے نوازے نیز آپ کی اولاد اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین ✦

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بابرکت تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

مبلغ سیرالیون مکرم مولوی عبدالقدیر صاحب شاہد مبلغ سیرالیون مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری مبلغ نائیجیریا و سیرالیون مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم اے، مبلغ مصر مکرم قریشی نورالحق صاحب تنویر مبلغ مشرقی افریقہ مکرم حافظ محمد سلیمان صاحب، مبلغ عدن، مکرم السید محمود عبداللہ الشبوطی اور مبلغ گھانا مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری کی خدمت میں ان کی کامیاب مراجعت پر مبارکباد پیش کی گئی نیز مکرم مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح، مکرم مولوی بشارت احمد صاحب نسیم امروہی، مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب، اور مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بنگالی (جو عنقریب اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے بیرونی ممالک میں تشریف لے جا رہے ہیں) کو نہایت پُر خلوص طور پر الوداع کیا گیا۔

بہت وسیع پیمانے پر منعقد کی گئی اس وسیع تقریب کا آغاز مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو سکول کے طالب علم عزیز نفیس احمد نے کی۔ بعدہٗ سکول کے ایک اور طالب علم عزیز ناصر احمد نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد سٹاف کے جوائنٹ سیکرٹری مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب نے جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں خوش آمدید و الوداع کا مشترک ایڈریس پڑھا۔ آپ نے کہا۔ عام رواج کے مطابق اس قسم کی استقبالیہ یا الوداعی تقاریب کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ مبلغین کرام کے اعزاز میں منعقد کی جاتی ہیں لیکن آج کی اس تقریب میں احمدیت کے مایۂ ناز مجاہدین کرام کی موجودگی ہمارے لئے باعث صد افتخار ہے اور یقیناً ان سب حضرات نے ازراہ نوازش اس تقریب میں شرکت فرما کر ہمیں عزت بخشی ہے۔

ایڈریس کے جواب میں باہر سے تشریف لانیوالے مبلغین کرام میں سے مبلغ ماریشس مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر اور مبلغ سکنڈے نیویا مکرم سید کمال یوسف صاحب نے اور جانیوالے مبلغین میں سے امام مسجد ہمبورگ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب (جو اس تقریب کے بعد مورخہ ۲۵ جنوری کو عازم جرمنی ہو چکے ہیں) نے مختصر تقاریر میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب۔ دیگر ممبران سٹاف اور طلبہ کا شکریہ ادا کیا نیز علی الترتیب ماریشس، سکنڈے نیویا اور جرمنی میں تبلیغ اسلام کے ایمان افروز حالات بھی سنائے۔ علی الخصوص مکرم سید کمال یوسف صاحب کی تقریر بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز تھی آپ نے سکنڈے نیویا میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ یورپ کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک میں جماعت احمدیہ کو جس رنگ میں تبلیغ اسلام کی توفیق مل رہی ہے اور اس کے نتیجے میں جس شان سے وہاں مساجد کی تعمیر، قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت اور نو مسلم احمدیوں کی مخلص جماعتوں کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ وہ اس امر کی آئینہ دار ہے کہ آج وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام نصرت بالرعب بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہو کر وہاں ایک عظیم روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو رہا ہے۔ آخر میں صاحب صدر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ جماعت احمدیہ کے مجاہدین اسلام نے اپنے عظیم الشان تبلیغی کارناموں سے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنی اشاعت کے لئے نہ پہلے کبھی تلوار کا محتاج تھا اور نہ اب کسی قسم کے جبر کا محتاج ہے۔ حالات کی مناسبت اور ماحول کے تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جہاد جہاد پکارنیوالوں پر بھی اب یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ اس زمانہ میں روئے زمین پر اسلام کی فتح اور اس کا غلبہ اسی طریق اور ذریعہ کے ساتھ وابستہ ہے جس کی نشاندہی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمائی ہے اور وہ ہے دلائل و براہین کی مدد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا جہاد کبیر۔ آپ نے سکول کے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے مجاہدین تبلیغ اسلام کا جو کام کر رہے ہیں۔ دنیا والوں کی نگاہ میں اس کی کوئی قدر نہ ہو لیکن عنداللہ اس کی بہت قدر ہے ایک کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ سب مبلغین آسمان کے درخشندہ ستاروں کی شکل میں دکھائے گئے تھے جو بھی اپنی زندگی میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کر کے صحیح معنوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرے گا اور اس کی خاطر صحیح معنوں میں اپنی زندگی وقف کر دکھائے گا۔ وہ یقیناً اس مرتبہ اور مقام کو پائے گا کہ اس کا وجود آسمانِ ہدایت کا ایک درخشندہ ستارہ بن جائے۔ آخر میں مکرم مولانا شمس صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہٗ مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے جملہ مبلغین کرام اور دیگر مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی دعوت چائے کے بعد معزز مہمانوں نے سکول کا سائنس میوزیم اور تجربہ گاہیں بھی دیکھیں۔ میوزیم میں نوادر کے علاوہ بعض طلبہ کے تیار کردہ سائنس ماڈل بھی موجود تھے تجربہ گاہوں میں متعدد دیوروں پر حرارت، روشنی، ابرق، میکانیات فزیالوجی، کیمسٹری کے بیشمار تجربات کا سامان خاص ترتیب سے پڑا ہوا تھا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ چند طلباء نے ہی معزز مہمانوں کو تمام آلات اور ان کے استعمال کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ طلبہ کے اعتماد کے علاوہ تجربہ گاہ میں نصب شدہ نظام شمسی سے زائرین بیحد متاثر ہوئے